بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

بات بڑی سادہ سی ہے۔
ایک شخص کہتا ہے کہ دس جمع دس، بیس ــ اکیس نہیں ہو سکتے ــ اور سب لوگ مان لیتے ہیں اور اپنے کام میں لگ جاتے ہیں۔ اور سب لوگ قرنوں دس جمع دس بیس کہتے ہوئے اپنے سارے معاملات چلاتے ہیں۔ اپنی جگہ وہ ٹھیک بھی ہوتے ہیں۔
مگر ایک دن یکایک ایک نیا آدمی اُٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ بھائیو! چھوڑو، دس اور دس، بیس کو ــ آج سے تم ایک نیا نسخہ استعمال کرو ــ دس ضرب دس مساوی ۱۰۰۔ بس اب کام اس ذہن سے کرو۔
سب چونکتے ہیں، ایک دوسرے کا منہ دیکھتے ہیں، مُسکراتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ بالکل ٹھیک ہے کہ دس ضرب دس سے ایک سو بن جاتا ہے۔
اتنی بات سے ذہنی انقلاب واقع ہو گیا، نیا طرزِ فکر، نیا طریقِ کار اور نئے نتائج

(بقیہ صفحہ ۲) سے گہری محبت کرنے کے باوجود کچھ مسائل میں الگ طرزِ فکر بھی رکھتے تھے۔ مثلاً اُن کا ایک خاص رنگِ تصوف تھا۔ لیکن بایں ہمہ وہ ہمارے لیے بہت اچھے جذبات رکھتے تھے اور ایک اچھے مسلمان اور بہت ہی شائستہ و ملیم انسان تھے۔

ادارۂ ترجمان القرآن کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی رُوح پر انوارِ رحمت کی بارش نازل فرمائے اور ان کے پس ماندگان اور محبوں کو صبر بھی عطا کرے اور اسی طرح کا روشن کردار بھی، جو دین کی خدمت، انسانیت کی تعظیم اور وطن کی محبت سے پیدا ہوتا ہے۔

معاشرے کا قافلہ مدت تک کسی خاص ڈگر پر چلتا رہتا ہے۔ ایمان، جذبات، شعور، رسوم، عادات سب پر برف کی ایک تہ جم جاتی ہے۔ برف باہر نہیں، انسانوں کے اندر گرتی ہے۔ نتیجہ ہوتا ہے جمود۔ حرکت بھی جمود زدہ ہو جاتی ہے۔ تاریخ کا ارتقا، تمدن کی ترقی، علوم کا فروغ، سیاسی قوت کا اُبھار، اخلاقی چراغوں کی روشنی کا پھیلاؤ، سب کچھ رُک جاتا ہے اور مدتوں رُکا رہتا ہے۔ بس قافلہ چلتا رہتا ہے، کوئی راستہ ہو نہ ہو، کوئی منزل ملے نہ ملے۔

پھر کوئی ایک شخصیت نمودار ہو کر ایسی انقلاب آفرین صدا لگاتی ہے کہ قافلے کے لوگ ٹھٹک کر کھڑے ہو جاتے ہیں، آواز کے رُخ پر پلٹ کر دیکھتے ہیں، آواز کو سننے اور اس کے معنی کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

آخر یہ ہوتا ہے کہ شعوری ایمان اور زندہ جذبہ و احساس کے ساتھ منزل کا تعین اور راستے کی شناخت کرتے ہوئے ایک نیا قافلہ حرکت میں آجاتا ہے۔ جس کے ساتھ ساری تاریخ حرکت میں آجاتی ہے۔ نظریات اور علوم اور زبان و ادب حرکت میں آجاتے ہیں اور ایک نئی دُنیا کے سر و سامان ہونے لگتے ہیں جیسے کہ اقبال نے کہا کہ ؎

گفتند جہانِ ما آیا بتو می سازد
گفتم کہ نمی سازد! گفتند کہ برہم زن

ایسی ہی انقلاب انگیز شخصیت تھی مولانا مودودیؒ کی کہ جن کی آواز پر اُٹھنے والا قافلہ موج در موج بڑھ رہا ہے۔

ان کے پیغام کا نیا پہلو یہ تھا کہ دین و سیاست میں تفریق نہیں کی جا سکتی، یعنی جس طرح فرد کے لیے لازم ہے کہ وہ ایک خاص اعتقادی اور اخلاقی سانچے میں ڈھلے، اسی طرح معاشرے یا قوم کے لیے بھی لازم ہے کہ وہ اپنی اجتماعیت کو اسلامی اعتقادات اور ضابطوں کے مطابق نشوونما دے۔ نیز اجتماعیت کو چلانے کے لیے ایسی قیادت کو اپنے اندر سے اُبھارے جو اسلام کو جاننے والی، ماننے والی اور اسے نافذ کرنے کی صلاحیت رکھنے والی ہو۔ پھر ان کی سوچ یوں بھی

نہ تھی کہ دین اور سیاست دو الگ الگ مفردات ہیں جنہیں ایک نسخے میں ملانا ہے اور جب جس جزء کو ضروری ہو بڑھایا یا گھٹایا جاسکتا ہے اور نئے نسخے تیار کیے جاسکتے ہیں۔ وہ وحدتِ دین و سیاست کے قائل تھے۔ بلکہ یوں کہیے کہ سیاست ہو یا معیشت و معاشرت سب کو اسلامی ایمان و اعتقاد اور عبادات و اخلاق کے ساتھ متمم شدہ تسلیم کرتے تھے۔ ضروریاتِ اخلاق و مدنیات میں سے جو چیز دین میں شامل اور اس کے مطابق نہ ہو وہ غیر اسلامی اور جو چیز اس میں شامل ہو اور اس کے مطابق ہو وہ عین اسلام! یہاں مشکل یہ ہے کہ ہمارا یہ معاشرہ جو تفریقِ دین و دُنیا کی گود میں پلا ہے۔ اور ہم جو اس معاشرے کی گود میں پلے ہیں۔ دین کے دو حصے الگ الگ کر کے ان کو ملانے کا تصور کرتے ہیں۔ یہ تصور دینی نہیں ہے۔

اس پیغام کو جب مغربی نظریات ___ سیکولر سرمایہ داری اور کمیونزم ___ کے مقابل میں رکھ کر دیکھا جاتا تو فرماتے کہ جدید ملحدانہ افکار و تمدن کے سیلاب کے خلاف آپ کو ایک نیا سیلاب بن کر مقابلہ کرنا ہے جو غیر اسلامی سیلاب کا رُخ پھیر دے۔ ورنہ وقت کے سیلابِ بلا میں تیرنے یا اس کی موجوں پر بہنے یا اس کے سامنے چٹانوں کی طرح کھڑے ہونے سے بلکہ اس میں اپنی کشتیاں ترانے سے اور ان میں بیٹھ کر منہ کسی اُلٹی طرف کر لینے سے بھی اصل مصیبت سے نجات نہ ہوگی۔

سوجھ بوجھ کے ساتھ اسلام کا نام لینا ایک نئی دُنیا بنانے کا اعلان ہے۔ اس نئی دُنیا کے لیے مسلم ذہن و کردار کے معمار اور مزدور چاہئیں، ان کی اجتماعیت درکار ہے، ان میں فرد فرد تک دعوت پہنچانے اور اسے اپنے نصب العین کا سپاہی بنانے کی استعداد ہو۔ علاقے علاقے میں اس صلاحیت کے لوگ عوام کے لیے مرکزِ توجہ اور مرکز رابطہ بن کر بیٹھ جائیں۔ اور ان کو اپنے ساتھ جمع کر کے اسلام دشمن عالمی نظریات کے خلاف جہاد کرنے کی تیاری کریں۔ یہ دراصل نئے دَور کی نئی قسم کی تحریکِ جہاد ہے۔

انھوں نے تحریک کے لیے کارکنوں کی ایسی ٹیم تیار کی کہ وہ لوگ جس بات کو زبان پر لاتے اس کا پورا استدلال ان کے ساتھ ہوتا۔ بسا اوقات معمولی دیہاتی نوجوان اچھے اچھے تعلیم یافتہ اصحاب کو مادہ پرستی، جدید نظریات اور اسلامی نظام کے متعلق متأثر